بحث ونظر

(آخری قسط)

جناب محمد مشتاق احمد
لیکچرر شعبۂ اسلامیات' پشاور یونیورسٹی

عصر حاضر میں جہاد سے متعلق مسائل

ثانیاً: نقض معاہدہ اور نبذ معاہدہ

فقہاء نے تصریح کی ہے کہ معاہدے کی خلاف ورزی (جسے اصطلاحاً نقض کہا جاتا ہے) دو طرح سے ہوتی ہے: صراحتاً اور دلالۃً۔ اول الذکر صورت میں ایک فریق دوسرے فریق کو واضح طور پر آگاہ کر دیتا ہے کہ خود کو معاہدے کا پابند نہیں سمجھتا۔ دوسری صورت میں نقض کی تصریح تو نہیں ہوتی لیکن ایک فریق اس طرح کا رویہ اختیار کر لیتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود کو معاہدے کا پابند نہیں سمجھتا۔ (۹۴) نقض کی ہر دو صورتوں میں اسلامی ملک کو یہ اختیار حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ اعلان کیے بغیر ہی اس فریق کے ساتھ جنگ کا آغاز کرے۔ تاہم اگر نقض صریح نہ ہو بلکہ دلالت پر مبنی ہو اور معاملے میں کچھ ابہام پایا جاتا ہو تو اسلامی ملک یہ معلوم کرنے کی کوشش ضرور کرے گا کہ کیا فریق مخالف خود کو معاہدے کا پابند سمجھتا ہے اور نقض معاہدہ صرف چند لوگوں کا ذاتی فعل ہے یا متعلقہ حکومت ہی اب معاہدے سے آزاد ہونا چاہتی ہے۔ یہ معلوم کرنا اس لئے ضروری ہوگا کہ اسلامی ملک کہیں خود ہی نقض معاہدہ کا مرتکب نہ ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے یہی صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ غزوۂ احزاب کے موقع پر جب بنو قریظہ کے متعلق اطلاع ملی کہ وہ معاہدہ توڑنا چاہتے ہیں تو آپ نے حالات معلوم کرنے کے لئے ان کے سرداروں کے پاس وفد بھیجا جس نے واپس آکر تصدیق کی کہ وہ معاہدہ توڑنا ہی چاہتے ہیں۔ اس کے بعد جب حملہ آور لشکر واپس ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً ہی بنو قریظہ پر حملہ کیا اور اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ اعلان نہیں کیا۔ (۹۵) اسی طرح جب اہل مکہ نے خزاعہ پر حملہ کر کے معاہدۂ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک وفد ان کے پاس بھیجا جس نے ان کے سامنے تین باتیں رکھیں کہ وہ ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کریں: یا تو خزاعہ کو تاوان اور دیت ادا کریں؛ یا مجرموں کی حمایت سے دستکش ہوں؛ اور یا معاہدۂ حدیبیہ کو ختم قرار دیں۔ قریش کے نوجوانوں نے جوش میں آکر اس آخری بات کو قبول کیا اور بزرگ اس پر خاموش رہے یا چند نے ان کی حمایت بھی کی۔ (۹۶) بعد میں ان کے سوچنے سمجھنے والے لوگوں کو پشیمانی ہوئی اور انہوں نے حضرت ابو سفیان کو تجدید معاہدہ کے لئے بھیجا مگر رسول اللہ ﷺ نے ان سے ملاقات نہیں کی اور وہ یکطرفہ طور پر معاہدۂ حدیبیہ کی تجدید کا اعلان کر کے واپس لوٹ گئے۔ تاہم اس یکطرفہ

اعلان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں تھی، کیونکہ معاہدہ ٹوٹ جانے کے بعد دوبارہ معاہدے کے لئے دونوں فریقوں کی رضامندی ضروری ہوتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف لشکرکشی کی اور ان کی غفلت میں ہی مکہ کے دامن تک پہنچ گئے۔ پھر اہل مکہ کو دروازے کھولنے ہی پڑے۔

قرآن کریم نے بھی نقض معاہدہ کی بعض صورتوں کا ذکر کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ایسی صورتوں میں معاہدہ ختم سمجھا جائے گا:

الا الذین عاھدتم من المشرکین ثم لم ینقصوکم شیئا و لم یظاھروا علیکم احدا فاتموا الیھم عھدھم الی مدتھم۔ (۹۷)

"بجز ان مشرکین کے جن سے تم نے معاہدے کیے پھر انہوں نے اپنے عہد کے پورا کرنے میں تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی تو ایسے لوگوں کے ساتھ تم بھی مقررہ مدت تک عہد پورا کرو۔"

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم و ھموا باخراج الرسول و ھم بدء وکم اول مرۃ۔ (۹۸)

"کیا تم ایسے لوگوں سے جنگ نہیں کرو گے جنہوں نے اپنے عہد توڑ دیے اور جنہوں نے رسول کو ملک سے نکال دینے کا قصد کیا اور زیادتی ابتدا بھی انہوں نے کی؟"

امام نووی نے نقض معاہدہ کی صورتوں میں مندرجہ ذیل امور کا ذکر کیا ہے: اسلامی ملک پر حملہ کرنا، حملہ آوروں کی مدد کرنا، اسلامی ملک کے کسی باشندے کی جان یا مال پر تعدی کرنا۔ (۹۹)

اگر دوسرے فریق نے ابھی نقض معاہدہ نہیں کیا مگر اس بات کے واضح اشارے مل جائیں کہ وہ نقض معاہدہ کا ارتکاب کرنا چاہتے ہیں اور کسی مناسب موقع پر اچانک ہی اسلامی ملک پر حملہ کرلیں گے تو ایسی صورت میں مسلمان از خود معاہدے کے خاتمے کا اعلان کر سکتے ہیں، البتہ وہ جنگ سے پہلے فریق مخالف کو مناسب موقع دیں گے، یعنی اس پر اچانک ہی حملہ نہیں کریں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و اما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء۔ (۱۰۰)

"اور اگر تمہیں کسی قوم کی جانب سے خیانت کا قوی اندیشہ ہو تو اس معاہدے کو علانیہ اس کے آگے پھینک دو۔"

یہ حکم متوقع نقض (Anticipated Breach) کی صورت میں ہے نہ کہ عملاً واقع شدہ نقض (Actual Breach) کی صورت میں۔ (۱۰۱) یہ بھی واضح رہے کہ یہ ساری بحث امن کے معاہدات سے متعلق ہے۔ دیگر معاہدات کی خلاف ورزی ضروری نہیں کہ اعلان جنگ کے مترادف سمجھی جائے۔

بین الاقوامی قانون کے ماہرین کا اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ عملاً نقض واقع ہو جائے تو کیا معاہدہ برقرار رہے گا یا دوسرا فریق بھی معاہدے کی قید سے آزاد ہو جاتا ہے۔ "معاہدات کے متعلق میثاق ویانا" نے معاہدات ختم کرنے کے سلسلے

میں تین بنیادیں بھی تسلیم کی ہیں: ایک فریق کی جانب سے نقض معاہدہ؛ معاہدے کا ناممکن العمل ہو جانا؛ اور حالات کا یکسر تبدیل ہو جانا۔ [۱۰۲] میثاق ویانا کے مطابق عملاً نقض واقع ہونے کی صورت میں بھی معاہدہ برقرار رہتا ہے اور دوسرا فریق معاہدے سے تبھی آزاد ہو سکے گا جب وہ باقاعدہ طور پر معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرے۔ [۱۰۳] تاہم ریاستوں اور قانون کے ماہرین کی جانب سے اس شق پر مسلسل اعتراض کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ [۱۰۴]

ایک درمیان کی راہ بعض ماہرین نے یہ نکالی ہے کہ معاہدے کی بعض اہم شقوں (Material Conditions) کی خلاف ورزی معاہدے کے ختم کر دینے کے مترادف ہوتی ہے، جبکہ بعض غیر اہم شقوں کی خلاف ورزی کی صورت میں معاہدہ برقرار رہتا ہے۔ چنانچہ اگر امن کا معاہدہ ہوا ہے اور ایک فریق دوسرے فریق پر حملہ کرے یا ایسی کاروائی کرے جو حملے کے مترادف ہو تو ایسی صورت میں معاہدے کے برقرار رہنے کے کوئی معنی باقی نہیں رہتے۔ ایسی صورت میں متاثرہ فریق کے پاس جوابی کاروائی کا حق ہوگا۔ تاہم اگر معاہدے میں کوئی ضمنی امر بھی طے ہوا ہو اور ایک فریق اس سے متعلق شق کی خلاف ورزی کرے تو اس سے معاہدہ ختم نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر پاکستان اور بھارت کے درمیان شملہ معاہدے کے تحت طے پایا ہے کہ دونوں فریق تمام تنازعات پر امن ذرائع سے حل کریں گے۔ اب اگر ایک فریق دوسرے پر حملہ کرے (جیسے بھارت نے ۱۹۸۴ء میں سیاچن پر کیا تھا یا پاکستان نے ۱۹۹۹ء میں کارگل پر کیا تھا) تو دوسرے فریق کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ معاہدے کو ختم تصور کرے۔ اسی معاہدے میں یہ بھی طے پایا تھا کہ کوئی فریق متنازعہ امر کو بین الاقوامی فورم پر دوسرے فریق کی مرضی کے خلاف نہیں لے جا سکے گا۔ پاکستان نے مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی فورم پر لے جانے کی جو کوششیں کیں وہ اس شق کی خلاف ورزی پر مبنی تھیں تاہم اس طرح کی خلاف ورزی سے معاہدہ ختم نہیں ہو سکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی قانون اور موجودہ بین الاقوامی قانون کا اس سلسلے میں کچھ خاص اختلاف نہیں ہے، تاہم مسلمان ممالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ بین الاقوامی فورم پر قانون سازی کے مرحلوں میں خصوصی دلچسپی لیں اور کاروائی میں عملی حصہ لیں تاکہ اسلامی قانون کی دفعات بین الاقوامی قانون کا باقاعدہ حصہ بن جائیں۔

ثالثاً: مسلمانوں پر ظلم اور معاہدۂ امن

جیسا کہ پیچھے واضح کیا گیا، اگر کسی علاقے میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد اسلامی ملک پر لازم ہو جاتی ہے اور یہ مدد بعض اوقات باقاعدہ فوجی حملے کی صورت میں مطلوب ہوتی ہے۔ تاہم اسلامی ملک اس میں لازماً لحاظ رکھے گا کہ وہ امن کے معاہدے کی خلاف ورزی نہ کرے۔

و ان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر الا علی قوم بینکم و بینهم میثاق۔ [۱۰۵]

''اگر وہ دین کے معاملے میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے، لیکن کسی ایسی قوم کے خلاف نہیں جس سے

تمہارا معاہدہ ہو چکا ہو۔"

بعض علماء کی رائے ہے کہ اگر غیر مسلم حکومت اپنی مسلمان رعایا پر ظلم کرتی ہے تو اس سے وہ معاہدہ از خود ختم ہو جاتا ہے جو اس نے اسلامی ملک کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ گویا مسلم رعایا پر ظلم کو دلالۃً نقض سمجھ لیا جاتا ہے۔(۱۰۶) تاہم یہ موقف مذکورہ بالا آیت کریمہ سے متصادم ہے۔ اس آیت کریمہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسلامی ملک کا غیر مسلم ملک سے امن کا معاہدہ ہوا ہے اور وہ غیر مسلم ملک اپنی مسلمان رعایا پر ظلم کرے تو ہم ان مظلوم مسلمانوں کی مدد اس وقت تک نہیں کر سکیں گے جب تک معاہدہ برقرار رہتا ہے۔ گویا ان کی مدد کی ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ اس معاہدۂ امن کے خاتمے کا اعلان کیا جائے۔

دراصل لوگوں کو فقہاء کی بعض عبارات کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ فقہاء نے قرار دیا ہے کہ اگر غیر مسلم جن کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے کسی مسلمان کو قتل کر دیں تو اس سے ان کے ساتھ کیا گیا معاہدۂ امن ختم ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض عبارات میں تو صراحتاً غیر مسلم ذمی کے قتل کی صورت میں بھی یہی حکم بیان ہوا ہے۔ اب ذمی کے لفظ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے اور ان عبارات کا ان کے سیاق و سباق اور دیگر نصوص کی روشنی میں مطالعے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب اسلامی ملک کے کسی باشندے پر ظلم ہو، چاہے وہ باشندہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ گویا اسے اسلامی ملک پر حملہ تصور کیا جاتا ہے اور، جیسا کہ پچھلی سطور میں واضح کیا گیا، حملے ہونے کی صورت میں اسلامی ملک کے لئے ضروری نہیں رہتا کہ وہ معاہدہ ختم ہونے یا جنگ شروع ہونے کا باقاعدہ اعلان کرے۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امن معاہدے میں یہ شرط رکھی جائے کہ مسلم رعایا کو مذہبی آزادی دی جائے گی اور ان کے حقوق غصب نہیں کیے جائیں گے۔ ایسی صورت میں اگر وہ معاہد ملک مسلم رعایا پر مظالم ڈھانا شروع کرتا ہے اور بالخصوص اسے مذہبی شعائر پر عمل سے روکتا ہے تو یہ نقض معاہدہ ہوگا تاہم کیا ایسی صورت میں معاہدہ ختم تصور ہوگا یا نہیں اس پر دو رائیں ہوسکتی ہیں: اگر اس شرط کو معاہدے کی بنیادی شروط میں شامل سمجھا جائے تو اس شرط کی خلاف ورزی پر معاہدہ ختم تصور ہوگا اور اسلامی ملک کو معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور اگر اسے ایک ضمنی شرط تصور کیا جائے تو اس کی خلاف ورزی پر معاہدہ ختم نہیں ہوگا اور اسلامی ملک اقدام سے پہلے معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرے گا۔ پس یہ حالات و قرائن پر منحصر ہوگا کہ اسے بنیادی شرط مانا جائے اور یہ کہا جائے کہ معاہدہ اسی مقصد کے لئے کیا گیا تھا، یا اسے ایک ضمنی شرط سمجھا جائے جس کی خلاف ورزی پر اسلامی ملک کو یہ حق تو مل جاتا ہے کہ وہ جارح ملک کے ساتھ پرامن تعلقات ختم کرے لیکن اقدام سے پہلے وہ بہرحال معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرے گا۔

رابعاً: امن معاہدات کا افراد پر اثر

اسلامی ملک جب کسی ملک کے ساتھ امن کا معاہدہ کرے تو اس کے تمام باشندے اس معاہدے کے پابند

ہو جاتے ہیں۔ مسلمان شہری نہ صرف خود اس معاہدے پر لفظ اور روح کا لحاظ رکھتے ہوئے عمل کریں گے بلکہ حکومت کو بھی اس پر مجبور کریں گے کہ وہ معاہدے پر عمل کرے۔ اسلامی تاریخ میں اس کی کئی روشن مثالیں ملتی ہیں کہ مسلمان فقہاء نے حکومت وقت پر کڑی تنقید کی اور اسے معاہدے کی پابندی پر مجبور کیا۔ (۱۰۷) پس اگر کہیں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو اور قرآنی حکم کے بموجب ان کی نصرت واجب ہو چکی ہو لیکن حکومت یہ عذر پیش کرے کہ جارح ملک کے ساتھ امن کے معاہدے میں بندھی ہوئی ہے تو مسلمان باشندے اس وقت تک مظلوم مسلمانوں کی مدد نہیں کر سکیں گے جب تک کہ حکومت اس معاہدے کے خاتمے کا اعلان نہ کرے۔ اگر ایسے میں چند لوگوں کی رائے یہ ہے کہ معاہدہ ختم ہونا چاہیے تو انہیں حق ہوگا کہ وہ اس سلسلے میں رائے عامہ ہموار کریں اور حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ معاہدے کے خاتمے کا اعلان کرے۔ حکومت رعایا کی وکیل ہوتی ہے اس لئے وہ وہی فیصلہ کر سکتی ہے جس کے لئے رعایا نے اسے اختیار دیا ہو۔ مزید یہ کہ حکومت کی حیثیت راعی کی ہے اور حکمران کا فیصلہ تبھی صحیح ہوگا جب وہ مسلمانوں کی مصلحت پر مبنی ہو (تصرف الامام بالرعیة منوط بالمصلحة)۔ یہ بھی واضح رہے کہ مصلحت کا تعین کسی اٹکل پچو طریقے سے نہیں کیا جائے گا، نہ ہی اسے عقل کے فیصلے پر منحصر رکھا گیا ہے، بلکہ مصلحت وہی جسے شریعت مصلحت کہے۔ (۱۰۸) حاکم ایسا کوئی حکم نہیں دے سکتا جو شریعت کے خلاف ہو اور اگر اس نے ایسا کوئی حکم دیا تو اس کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے، اس کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: لا طاعة لمخلوق فی معصیة الله عز و جل (۱۰۹) ''جس معاملے میں اللہ عز و جل کی نافرمانی ہوتی ہو اس میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔''

پس ایسی حکومت اپنا شرعی جواز کھو بیٹھتی ہے جو شریعت کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ ایسی حکومت کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ شریعت کی پیروی کرے اور اگر وہ شریعت کی مخالفت پر ہی مصر ہو تو اسے تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ کوشش پر امن ہی ہوگی، رائے عامہ ہموار کر کے حکومت کو تبدیل کیا جائیگا، مسلح کوشش صرف اس وقت کی جا سکتی ہے جب پر امن ذرائع سے تبدیلی ممکن نہ ہو، رائے عامہ حکومت کے خلاف ہو، اور مخالفین کے پاس اتنی قوت ہو کہ وہ ناجائز حکومت کو تبدیل کر کے صحیح حکومت قائم کر سکیں۔ اگر ان میں کوئی ایک شرط بھی مفقود ہو تو مسلح جدوجہد نہیں کی جائیگی۔

ایسی صورت میں جبکہ مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہو اور اسلامی ملک کی حکومت معاہدہ نہیں توڑنا چاہتی اور اس کی تبدیلی بھی ناممکن ہو یا بہت مشکل اور ضرورت فوری مدد کی ہو اس اسلامی ملک کے باشندوں کے پاس یہ راستہ ہے کہ وہ مظلوم مسلمانوں کی نصرت اپنی انفرادی حیثیت میں کریں لیکن اس کے لئے انہیں اس اسلامی ملک کی شہریت چھوڑنی ہوگی کیونکہ اس ملک کے شہری ہوتے ہوئے وہ معاہدے کے پابند رہیں گے۔

هذا ما عندی و العلم عند الله و هو اعلم بالصواب و الیه المآب۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحیح باتوں کے لئے دلوں میں جگہ پیدا کرے اور غلط باتوں کے اثر سے ہم سب کو بچائے۔ آمین

حواشی

۱۔ سورۃ الفرقان، آیت ۵۲
۲۔ سورۃ العنکبوت، آیت ۶۹
۳۔ سورۃ الحج، آیت ۷۸
۴۔ سورۃ الحجرات، آیت ۱۵
۵۔ سورۃ التوبۃ، ۸۶
۶۔ السیاسۃ الشرعیۃ، ص
۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجیے: ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، ص ۱۱۳ اور ۱۲۴ تا ۱۲۸
۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

Muhammad Mushtaq Ahmad, *Use of Force for the Right of Self-determination in International Law and Shari'ah - A Comparative Study*, unpublished thesis of LLM, Faculty of Shariah and Law, International Islamic University, Islamabad, 2004, pp 54-62

۹۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۵
۱۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجیے: مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن، انجمن خدام القرآن، لاہور، ۱۹۷۸ء، ج ۲، ص ۶۹۱ تا ۶۹۸ اور ۷۲۷ تا ۷۲۹، نیز دیکھئے ج ۳، ص ۵۵۸ تا ۵۶۴۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھیے: جاوید احمد غامدی، میزان، حصہ اول، دار الاشراق، لاہور، ۱۹۸۵ء، مقالہ "نبی اور رسول"، ص ۹ تا ۳۰۔
۱۱۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۱۴
۱۲۔ سورۃ النساء، آیت ۱۶۵
۱۳۔ سورۃ یونس، آیت ۴۷
۱۴۔ سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۹۔۲۰
۱۵۔ سورۃ ھود، آیت ۳۶
۱۶۔ سورۃ الحجر، آیت ۶۵
۱۷۔ سورۃ الشعراء، آیت ۵۲
۱۸۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۷۶
۱۹۔ سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۰۔۸۱
۲۰۔ سورۃ الانفال، آیت ۳۲
۲۱۔ سورۃ العنکبوت، آیت ۴۰
۲۲۔ سورۃ الانفال، آیت ۱۹
۲۳۔ سورۃ الرعد، آیت ۱۷
۲۴۔ سورۃ الفتح، آیت ۲۴۔۲۵
۲۵۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۵
۲۶۔ صحیح البخاری، کتاب الایمان، حدیث رقم ۲۴؛ صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث رقم ۳۱
۲۷۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۳۳
۲۸۔ موطا امام مالک، کتاب الجامع، باب اجلاء الیهود من المدینة، حدیث رقم ۱۳۸۸، مسند احمد، باقی مسند الانصار، حدیث رقم ۲۵۱۴۸
۲۹۔ مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۲۲۳؛ بدایة المجتهد، ج ۱، ص ۳۷۱
۳۰۔ فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۹۱؛ بدایة المجتهد، ج ۱، ص ۳۷۱؛ المدونة الکبری، ج ۳، ص ۶؛ رسالة القتال لابن تیمیة، ص ۱۱۶
۳۱۔ سورۃ الممتحنۃ، آیت ۴
۳۲۔ سورۃ الممتحنۃ، آیت ۸
۳۳۔ سورۃ النساء، آیت ۹۰
۳۴۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۱۲۳
۳۵۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۹۰
۳۶۔ المبسوط، ج ۱۰، ص

۳۷۔ سنن ابی داود ، کتاب الجهاد ،حدیث رقم ۲۱۷۰ ۳۸۔ سنن ابی داود ، کتاب الجهاد ،حدیث رقم ۲۱۷۱

۳۹۔ مسند احمد ، مسند العشرة المبشرین بالجنة ،حدیث رقم ۱۰۴۱

۴۰۔ سنن النسائی ، کتاب البیعة ،حدیث رقم ۴۱۲۴ ؛ سنن ابی داود ، کتاب الجهاد ،حدیث رقم ۲۱۵۴

۴۱۔ صحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ، باب یقاتل مِنْ وراء الامام و یتقی به ،حدیث رقم ۲۷۳۷ ؛ کتاب الاحکام ، حدیث رقم ۶۶۰۴ ؛ صحیح مسلم ، کتاب الامارة ،حدیث رقم ۳۴۱۸

۴۲۔ سنن ابی داود ، کتاب الجهاد ،حدیث رقم ۲۱۷۱

۴۳۔ صحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ،حدیث رقم ۲۸۳۴؛ صحیح مسلم ، کتاب الایمان ،حدیث رقم ۱۶۲

۴۴۔ کتاب الخراج ،ص ۲۱۵ ۴۵۔ المغنی ،ج ۸،ص ۳۵۲

۴۶۔ بدائع الصنائع ،ج ۷،ص ۱۰۹ ۴۷۔ المغنی ،ج ۸،ص ۳۵۳

۴۸۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: *Use of Force for the Right of Self-determination*, pp 216-226

۴۹۔ صحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ،حدیث رقم ۲۸۱۴

۵۰۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: المبسوط ،ج ۱۰،ص ۴۷

۵۱۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: *Use of Force for the Right of Self-determination*, pp 95-111

۵۲۔ تفصیل کیلئے دیکھئے: المبسوط ،ج ۱۰،ص ۵۳۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۸۶

۵۴۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۹۱ ۵۵۔ سورۃ التوبۃ، آیت ۹۲۔۹۳

۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، حدیث رقم ۳۵۳۳ ۵۷۔ سورۃ النساء، آیت ۷۰۔۷۱

۵۸۔ سورۃ الانفال، آیت ۶۰۔۶۱ ۵۹۔ سورۃ الانفال، آیت ۶۶

۶۰۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۲۴۹ ۶۱۔ سورۃ النساء، آیت ۹۷۔۹۹

۶۲۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے: المغنی ،ج ۸،ص ۴۸۷ومابعد ۶۳۔ سورۃ النحل، آیت ۱۲۶

۶۴۔ سورۃ الشوریٰ، آیت ۳۹۔۴۰

۶۵۔ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے: *Use of Force for the Right of Self-determination*, pp 227-234

۶۶۔ سنن الترمذی ، کتاب الدیات ، حدیث رقم ۱۳۴۰ ۶۷۔ ایضاً، حدیث رقم ۱۳۴۱

۶۸۔ سنن النسائی ، کتاب تحریم الدم ، حدیث رقم ۴۰۲۵

۶۹۔ مسند احمد ، باقی مسند المکثرین ، حدیث رقم ۸۰۰۹

۷۰۔ المبسوط ،ج ۱۰،ص ۷۱۔ سورۃ النساء، آیت ۷۵ ۷۲۔ شامی، ج ۳،ص ۲۴۰

۷۳۔ تفصیل کیلئے دیکھئے:

Military and Paramilitary Activities in and against Nicaragua (*Nicaragua v USA*) 1984 ICJ Rep 392

۷۴۔ بدائع الصنائع، ج۷، ص۹۸ ۷۵۔ سورۃ النساء، آیت۷۵ ۷۶۔ سورۃ الانفال، آیت۷۲

۷۷۔ تفصیل کے لئے دیکھئے:

Use of Force for the Right of Self-determination, pp ; Professor N. D. White, *The Legality of Bombing in the Name of Humanity*, JCSL (2000), vol. 5 no. 1, p 32)

۷۸۔ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی، آثار الحرب فی الفقہ الاسلامی، ص۶۷۵

۷۹۔ سورۃ الانفال، آیت۶۱ ۸۰۔ سورۃ محمد، آیت۳۵ ۸۱۔ سورۃ التوبۃ، آیت۱

۸۲۔ احکام اھل الذمۃ، ج۲، ص ۸۳۔ سورۃ التوبۃ، آیت۳ ۸۴۔ ایضاً، آیت۵

۸۵۔ ایضاً، آیت۴ ۸۶۔ ایضاً، آیت۱۔۲ ۸۷۔ کتاب الام، ج۴، ص۰

۸۸۔ احکام اھل الذمۃ، ج۲، ص ۸۹۔ بدائع الصنائع، ج۷، ص۱۷۹

۹۰۔ حاشیۃ الدسوقی، ج۲، ص۱۹۰ ۹۱۔ سورۃ الانفال، آیت۵۸

۹۲۔ دفعہ۵۶ ۹۳۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے:

Linos Alexander Sicilianos, *The Relationship between Reprisals and Denunciation or Termination of a Treaty*, EJIL (1993) 341-359

۹۴۔ بدائع الصنائع، ج۷، ص

۹۵۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الاحزاب، حدیث رقم ۳۸۰۴

۹۶۔ الزرقانی بحوالہ مغازی ابن عائذ، ج۲، ۲۳۶؛ شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ج۱، ص۲۹۴

۹۷۔ سورۃ التوبۃ، آیت۴ ۹۸۔ سورۃ التوبۃ، آیت۱۳ ۹۹۔ المجموع، ج۲۱، ص۲۱۴

۱۰۰۔ سورۃ الانفال، آیت۵۸ ۱۰۱۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: مولانا مدرار اللہ مدرار، قول فیصل، ص۱۹۔۲۰

۱۰۲۔ دفعات ۶۰ تا ۶۲ ۱۰۳۔ دفعہ۶۵ ۱۰۴۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ کریں:

Linos Alexander Sicilianos, *The Relationship between Reprisals and Denunciation or Termination of a Treaty*, EJIL (1993) 341-359; Benedetto and Angelo Labella, *Invalidity and Termination of Treaties: The Role of National Courts*, European Journal of International Law (http://ejil.org/journal/VolI/No1/art3.html)

۱۰۵۔ سورۃ الانفال، آیت۷۲ ۱۰۶۔ قول فیصل، ص۴

۱۰۷۔ مثال کے طور پر ملاحظہ کریں: فتوح البلدان، ص۱۲۲ اور ۱۵۶

۱۰۸۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: امام غزالی، المستصفی من علم الاصول، ج۱، ص۲۱۶ تا ۲۲۳

۱۰۹۔ مسند احمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، حدیث رقم ۱۰۴۱